كلمة الحرمين

# شیعہ پہل کریں

وطن عزیز میں شیعہ سنی قتل اب وطن عزیز کی حدود میں سے نکل کر بین الاقوامی نوعیت اختیار کر چکا ہے۔ ہر قتل پر حکومت دونوں طرف کے علمائے کرام، سیاسی رہنماؤں اور اہل درد کی طرف سے رٹے رٹائے بیانات سامنے آجاتے ہیں۔ مگر اب تک حکومت کی بے بسی ثابت ہو چکی ہے۔ دونوں طرف کے امن پسند بزرگ اخوت بین المسلمین کی اہمیت اجاگر فرماتے ہیں مگر یہ سب کچھ بے اثر ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ ساری کاروائی لیپاپوتی ہے۔ حقیقت سے اعراض حقیقت کو بدل نہیں دیتا۔ حقیقت کا جرات مندی سے سامنا کئے بغیر یہ مسئلہ حل نہ ہوگا۔ اور اس قتل اور خون ریزی میں پوشیدہ قومی نقصان، یعنی پاک ایران تعلقات میں کشیدگی اور خرابی اب حقیقی خطرہ بن کر قریب الوقوع ہے۔ آج کے اخبارات (23 فروری) میں حکومت ایران کا جو رد عمل سامنے آیا ہے وہ الارم ہے پارلیمنٹ سے صدر کے خطاب کے بعد وزیراعظم نے صحافیوں سے کہا کہ اس قتل و غارت گری میں ملکی اور غیر ملکی ہاتھ ملوث ہیں۔ جو امن وامان کی حالت بگاڑ کر غیر ملکی سرمایہ کاروں کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس قسم کے تمام بیانات سے کوئی تعرض نہیں مگر اب تک اس خون ریزی پر جو کچھ کہا جا چکا ہے اور اس کے انسداد کے لئے جو کچھ کیا جا چکا ہے۔ اصل مسئلہ پر اس کا کوئی اثر نہیں اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس لئے میں اس قوم کی رسمی کاروائیوں اور اتحاد بین المسلمین کے حق میں بیان بازیوں سے قطع نظر کر کے اصل فساد کی طرف آنا چاہتا ہوں۔

شیعہ کے اصول دین میں ایک اصول تبریٰ ہے۔ دین میں اصول دین کی اہمیت یہ ہے۔ کہ سنی دین کا ایک اصول نماز ہے۔ اگر اس کو نکال دیں تو سنی دین منہدم ہو جائے گا۔ اور کوئی سنی ایسا نہیں کر سکتا۔ یعنی شیعہ تبریٰ سے علیحدگی کر کے دین شیعہ کو گرانے پر تیار نہیں ہو سکتے۔ یہ ہے اصل مسئلہ اور اصل فساد۔ شیعہ اور سنی دونوں جانتے ہیں کہ تبریٰ کس پر کیا جاسکتا ہے۔ جن ہستیوں پر تبریٰ کیا جاسکتا ہے وہ اہل سنت کے تمام گروہوں کے نزدیک اسی طرح محترم ہیں جس طرح شیعہ کے ہاں حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ کریمین ہیں۔ شیعہ کے ہاں جو اصحاب محترم ہیں تو دوسری طرف پوری امت کے ہاں بھی شیعہ ہی کی طرح بلکہ کچھ ان سے زیادہ محترم ہیں۔ جب شیعہ اصحابؓ و ازواج رسول ﷺ پر سب و شتم کرتے ہیں۔ تو پوری امت چیخ اٹھتی ہے۔ امت کے جذبات اس سب و شتم سے نہایت بے دردی سے ذبح کئے جاتے ہیں۔ ساری امت ایک ایسے جبر کا شکار ہے جس کا مداوا یہ کیا گیا ہے کہ شیعہ کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور انتقاماً شیعہ انہیں قتل کرتے ہیں۔ کوئی ثالث ہے جو دین شیعہ کے اصول تبریٰ پر، شیعہ اور دیگر امت کے درمیان کوئی مصالحت کرادے؟ کیا اصول دین پر سمجھوتے کئے جاسکتے ہیں؟ نہیں! مگر بقائے باہمی کے لئے کوئی درمیانی راہ نکالنے کی اگر نیت ہو تو اللہ تعالیٰ ضروری طور پر کوئی راہ کھول دیں گے۔ (ومن يتق الله يجعل له مخرجا) کیونکہ فتنہ اسے ناپسند ہے اور مسلمان پر مسلمان کا خون حرام ہے۔

## ایران والے کیسے ملوث ہوئے؟

اس سوال کا جواب دینا مشکل نہیں۔ پہلوی خاندان سیکولر نظام چلاتا تھا۔ مگر جناب خمینی نے ایران میں شیعہ حکومت قائم

کر دی۔ تو عالمی سطح پر شیعہ گروہ کو تقویت ملی۔ ایران سے ایسا ایسا لٹریچر چھپ کر ادھر آرہا ہے۔ کہ جسے کوئی بھی مہذب انسان پڑھ کر روئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اصحابؓ، رسول ﷺ اور ازواجؓ رسول ﷺ پر کیسی کیسی کیچڑ اچھالی جاتی ہے۔ جب یہ لٹریچر یہاں کی سنی آبادی پڑھتی ہے تو ایران کے خلاف نفرت جنم لیتی ہے۔ ثانیاً ایران کے سفارتی اہلکار یہاں کی شیعہ آبادی کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ ان کے ایسے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں جن میں اصحابؓ وازواجؓ رسول ﷺ پر سب وشتم ہوتا ہے۔ شاہ کی حکومت کے زمانے میں پاکستان میں شیعہ سنی جھگڑا اتنا سنگین نہ تھا کہ سوچی سمجھی سکیموں کے تحت باہمی قتل وغارت ہوتی۔ اس نہایت ہی سنگین مسئلہ کے حل کی کنجی شیعہ کے ہاتھ میں ہے۔ شیعہ کے ہاں کوئی ایسی ہستی نہیں جس پر سنی آبادی اصول دین کے طور پر سب وشتم کرتی ہو۔ چوں کہ زیادتی وہ کرتے ہیں، للہذا اتلافی کیلئے پہل وہی کر سکتے ہیں۔

شیعہ بھائی ایک اور کام بھی سنیوں کو چڑانے کے لئے کرتے ہیں یعنی علم، تعزیہ اور ذوالجناح کے جلوس ایسی آبادیوں سے نکالنے کے لائسنس لے لیتے ہیں جہاں ان کا کوئی اکا دکا گھر آباد ہوتے ہیں۔ اور ہر سال محرم میں نئے روٹ پر مٹوں پر نئی آتش فساد بھڑکاتے ہیں۔

## پس چہ باید کرد ؟؟؟

(ا) شیعہ پاکستان کو ایران نہ سمجھیں۔ وہ غور کریں کیا ایران میں کوئی سنی اصحابؓ وازواجؓ رسول ﷺ کی شان بیان کرنے کے لئے جلسہ کر سکتا ہے۔ وہ اصولی طور پر اس حقیقت کو تسلیم کریں کہ یہ سنی اکثریت کا ملک ہے۔ جسے کسی بھی طرح شیعہ سٹیٹ نہیں بنایا جا سکتا۔

(ب) ایرانی حکومت، پاکستان کے عوام کے جذبات سے احترام میں ایسا لٹریچر پاکستان نہ بھیجے جس میں اصحابؓ وازواجؓ رسول ﷺ پر سب وشتم کیا گیا ہو۔

(ج) ایرانی سفارت کار مقامی آبادی سے راہ ورسم نہ بڑھائیں۔ اور نہ ان کی نجی محفلوں اور دعوتوں اور مجلسوں میں شرکت فرمائیں۔ ایرانی سفارتی اداروں کو مرکز شیعیت کا رنگ نہ دیں۔

(د) سنی گروہ شیعہ کا لٹریچر نہ پڑھیں۔ وہ اس تلخ حقیقت سے سمجھوتہ کرلیں کہ روئے زمین پر پھیلے ہوئے شیعہ کا منہ بند کرانا ممکن نہیں اگر کسی مصلحت سے، کسی ثالثی سے پاکستان میں شیعہ گروہ اس کاروائی سے باز آہی جائے تو ہم ایران اور دیگر ممالک میں رہنے والے شیعہ کو سب وشتم سے تو باز نہیں رکھ سکتے۔ یہ حالات کی ستم ظریفی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ وازواجؓ رسول ﷺ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اور ہم بے بس ہیں۔ لیکن سنی گروہ کو اس حقیقت دیگر سے سمجھوتہ کرنا پڑے گا۔ کہ اصحابؓ وازواجؓ پر تبریٰ ہوتا آیا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ شیعہ اپنے اصول دین پر بے شک قائم رہیں مگر اپنے سنی بھائیوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اس پر عمل میں احتیاط برتیں۔ وہ اصول تبریٰ پر اپنی نجی محفلوں میں عمل کیا کریں۔ اپنی کتابوں اور رسالوں میں اصحابؓ وازواجؓ رسول ﷺ پر طعن وتشنیع سے اجتناب کریں اور لاؤڈ سپیکر پر تقریروں میں بھی اس سے جلی یا خفی طور پر پرہیز کریں۔ ان کے ہاں "تقیہ" بھی تو ہے۔ اسے برت لیا کریں۔

(ھ) جو لائسنس ان کو حاصل ہیں انگریز کے دور غلامی کی یادگار ہیں اور انگریز کی سیاست بھی یہی تھی کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو۔ چونکہ اب انگریز اس ملک میں نہیں ہیں۔ تو ان کی یادگاروں کو بھی نہیں رہنا چاہیئے۔ للہذا علم، تعزیہ اور ذوالجناح کو ان کی عبادت گاہوں تک ان کے اپنے ملک ایران کی طرح محدود کر دینا چاہیے۔ اصحابؓ وازواجؓ رسول ﷺ پر سب وشتم چونکہ شیعہ

کرتے ہیں۔ اس طرح سے ہر دو طریق پہل ان کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ ان دو باتوں پر اپنے سنی بھائیوں سے مل کر کوئی بیچ کی راہ نکال لیں۔ شیعہ یہ جان لیں کہ سنیوں اور شیعوں کی ساری فلاح پاکستان میں ہے۔ ایران ہمارا برادر اسلامی ملک ہے۔ جس کے ساتھ ہمارے قدیم سے مہر و وفا کے رشتے قائم ہیں شیعوں اور سنیوں کو ادھر بھی نظر کرنا چاہیے کہ اس خون ریزی سے اب واقعی پاک ایران تعلقات میں خرابی کے آثار پیدا ہو چلے ہیں۔ ایرانی سفارتی اہلکار بین الاقوامی طور پر مسلمہ سفارتی حدود میں رہیں۔ اور سنی شیعہ آویزش میں دخل نہ دیں۔ بہر حال وہ پاکستان میں صرف سفیر ہی نہیں، ہمارے مسلمان بھائی اور مہمان ہیں۔ اہل پاکستان غور کریں کہ اپنے گھر میں آئے ہوئے مسلمان بھائی اور مہمان کو قتل کر ڈالنا کس قدر بزدلانہ فعل ہے۔ شیعہ تبرّی کے لغوی معنے پر غور فرمائیں۔ یعنی علیحدگی، لاتعلقی اور برأت۔ سب و شتم کا کوئی عنصر اس میں شامل نہیں۔ اصحابؓ و ازواجؓ رسول اللہ ﷺ سے ولا تعلق رہیں کسی کو کیا؟ چوں کہ وہ انہیں تنقیص، تنقید، طعن و تشنیع اور خاکم بدہن تکفیر کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس لئے سنی آبادی بلبلا اٹھتی ہے۔ شیعہ آگے بڑھیں، ضد چھوڑیں اتحاد بین المسلمین کی خاطر تبرّی سے علیحدگی اختیار کریں۔ باقی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ وماتوفیقی الا باللہ

(تحریر: غلام سرور قریشی محلہ عباس پورہ جہلم شہر)

# موت العالم موت العالم

## شیخ القرآن حضرت مولانا محمد صبیح الدین صاحب کا سانحہ ارتحال

### جمعیت اہلحدیث جہلم کا ناقابل تلافی نقصان

واعظ شیریں بیان، خوش الحان، شیخ القرآن حضرت مولانا محمد صبیح الدین خطیب جامع مسجد علیا اہلحدیث سول لائن، عقب ڈی سی ہاؤس جہلم تقریباً ۲ ماہ کی شدید علالت کے بعد مورخہ 8 اکتوبر بروز جمعرات اذان مغرب کے وقت عمر (مسنون) تقریباً 63 سال اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے اگلے روز جمعۃ المبارک کی صبح دس بجے ٹینکی والی گراؤنڈ بلال ٹاؤن جہلم میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ان کی نماز جنازہ بڑے خشوع، خضوع اور عاجزی و انکساری کے ساتھ رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب نے پڑھائی۔

مرحوم ابتداً حنفی المسلک عالم تھے اور نارووال کی مسجد حنفیہ میں خطیب تھے۔ 1970 میں موچی دروازہ لاہور میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے پہلے انتخابی جلسہ عام کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد صاحب محدث گوندلوی رحمہ اللہ کا خطبہ جمعہ سن کر اور مزید تحقیق کے بعد مسلک اہلحدیث قبول کر لیا اور اس کے بعد پھر ساری زندگی مسلک اہلحدیث کی خدمت میں صرف کر دی۔

7 جنوری 1993 کو آپ نارووال سے جہلم منتقل ہو گئے۔ جہاں وہ جامعہ علوم اثریہ کے زیر انتظام بلال ٹاؤن کے متصل جدید طرز پر تعمیر انتہائی خوبصورت مسجد میں خطیب مقرر ہو گئے۔ جہاں آپ کی شبانہ روز محنت شاقہ سے اور صبح و شام دروس قرآن و حدیث کے ذریعہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد فیض یاب ہوئی۔

مرحوم بڑے نفیس الطبع، خوش اخلاق، خوش خوراک اور خوش پوشاک تھے وہ نہایت متقی، پرہیز گار اور زہد و ورع کے بلند مقام پر فائز تھے۔ ان کی وفات سے جہلم کی جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب اساتذہ طلبہ جامعہ اور جہلم کی پوری جماعت نے ان کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

پسماندگان میں ایک بیوہ، پانچ بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ورثاء کو اس عظیم صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق ارزانی سے نوازے۔ آمین